اسلامی شعائر اختیار کرنے کی سزا کا قانون

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ / اگست ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿۲۲﴾ (الاحزاب: ۲۲)

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۸﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (الاعراف: ۱۵۸-۱۵۹)

اور پھر فرمایا:

آج کل جماعت احمدیہ کو جو اسلامی عبادات اور شعائر سے روکا جا رہا ہے اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تم ہماری نقالی کرتے ہو اور ہم تمہیں اپنی نقالی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ ایک ایسا مذہب کی دنیا میں ایک عجوبہ تصور ہے کہ سارے انسان کی تاریخ میں کبھی ایسا واقعہ اس سے پہلے نہیں ہوا۔ نقالی کرنے کے جرم میں اگر سزا دی گئی ہے تو صرف ایک مذہب میں یہ واقعہ ملتا ہے اس لئے یہ کہنا تو درست نہیں کہ ساری دنیا میں یہ واقعہ نہیں ہوا ہاں ایک مذہب میں ایسا واقعہ ضرور گزرا ہے کہ جس میں نقالی کے جرم میں بعض لوگوں کو سزائیں دی گئیں اور مذہب کا حصہ بنا کر دی گئیں اور وہ ہندو مذہب ہے۔

ہندومت میں جو مختلف ذاتوں کے تصور ہیں ان کی رو سے جو برہمن کو عبادت کے حقوق ہیں وہ شودر کو حاصل نہیں اس لئے وہ جو برہمن کی عبادتیں ہیں ان میں اگر شودر بھی شامل ہو جائے اور وہی باتیں شروع کر دے جو برہمن کرتے ہیں تو اس کیلئے ایک سزا مقرر ہے بلکہ کئی سزائیں مقرر ہیں مثلاً اگر وہ اللہ کا ذکر اس رنگ میں سنے جس رنگ میں برہمنوں کے لئے سننے کا حکم ہے تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلایا جائے گا اور اگر وہ دیکھے ان باتوں کو جن باتوں کو برہمن کو دیکھنے کا حکم ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دی جائیں گی۔ غرض یہ کہ برہمن کا مذہب اور ہے اور شودر کا مذہب اور، اور یہ سارے ہندو مذہب کے تابع ہی ہیں اس لئے اس مذہب میں ایک مثال ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ کہ ایک ہی مذہب کے اندر دو مختلف طبقوں کو تعلیم دی گئی ہے یعنی یہ نہیں کہا گیا کہ اچھے کام کی نقالی منع ہے بلکہ ایک مذہب کے دو حصے بنا کر ان کے ذمہ الگ الگ عبادتیں کی گئی ہیں۔ لیکن بہر حال اس کی سند موجود ہے۔

ہم سے جو یہ کہا جا رہا ہے تم ہماری نقالی نہ کرو اس کے لئے تو قرآن کریم میں کوئی سند موجود نہیں۔ اس کے لئے دیگر مذاہب میں ہندومت کو چھوڑ کر دیگر مذاہب میں بھی کوئی سند موجود نہیں اور ہمیشہ اس کے برعکس نظارے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی شخص نقالی نہ کرے بلکہ مخالفت کرے تو یہ برا

منایا جاتا ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں بڑی بڑی سمجھدار قوموں نے ہمیشہ اپنی تہذیب کی نقالی کروا کر حکومت کی ہے اور برعکس طریق کو پسند نہیں کیا چنانچہ آپ دیکھیں کہ انگریزی حکومت کا جب عروج تھا تو خصوصیت کے ساتھ یہ اپنی تہذیب کی نقالی کرواتے تھے۔ رنگ تو نہیں بدل سکتے تھے جو کالے تھے وہ کالے ہی رہتے تھے لیکن ادائیں ساری صاحبوں والی ہو جاتی تھیں۔ وہی اٹھنا بیٹھنا وہی معیار وہی صبح کے وقت نماز کے لئے عادت نہ بھی ہو اٹھنے کی تو بیڈ ٹی کی خاطر اٹھنا پڑتا تھا۔ تو ساری ادائیں اس قوم نے اپنی دے دیں غلاموں کو غلام بنانے کے لئے اپنے رنگ میں رنگین کر کے۔ تو ایسی چیزیں ملتی ہیں رومن ایمپائر کے متعلق بھی جب وہ عروج پر تھی یہی پتہ چلتا ہے کہ لوگ رومن ایمپائر میں رہنے والوں کی نقل کیا کرتے تھے۔ انگریزی میں ایک محاورہ بھی ہے While in Rome do as Romans do جب تم روم میں جاؤ تو وہی کیا کرو جیسا رومن کرتے ہیں کیونکہ اچھا لگتا ہے اس میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے تو ایسی مثالیں تو ملتی ہیں کہ غیر قوموں نے اپنی نقالی پر مجبور کیا ہو۔ چنانچہ آج کل ہندوستان میں ہندو مذہب کے برخلاف بعض مسلمانوں کو اپنی نقالی پر مجبور کیا جا رہا ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات سیکھ لی ہے مغربی قوموں سے کہ جب تہذیب میں اپنے ساتھ شامل کر لو تو قومیں اثر کے تابع آجایا کرتی ہیں۔ چنانچہ کلکتہ میں خصوصیت کے ساتھ ایک دفعہ مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ عام طور پر مسلمانوں کی تہبند اور طرح باندھی جاتی ہے اور ہندو اور طرح تہبند باندھتے ہیں اسی طرح پگڑی کے انداز میں بھی فرق ہے لیکن وہاں مجھے دیکھ کر یہ بڑا دکھ پہنچا کہ مسلمانوں نے ہندوؤں جیسی تہبند باندھنی شروع کر دی اور انہیں کی طرح پگڑیاں پہننے لگ گئے اور جب میں نے پتہ کیا بعض مسلمان لیڈروں سے اس بات پہ گفتگو کی تو انہوں نے کہا ہمارا بھی فائدہ ہے ان کا بھی فائدہ ہے۔ وہ پسند کرتے ہیں اس بات کو ہم ان جیسے ہو جائیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔ ہمارا معاشرہ ایک ہو جائے گا اور ہمیں فوائد ہیں یہ جو راہ چلتے لوگ چھرا گھونپ دیتے ہیں وہ تو نہیں گھونپیں گے پھر۔ تو ہندوستان میں بھی اپنے مذہب کے برخلاف عقل والی قوموں سے عقل سیکھی اور اپنے پیچھے چلانے کے لئے وہی رخ سکھائے ان کو جو رخ ان کے اپنے تھے تا کہ ذہنی طور پر یہ ہمارے تابع ہو جائیں۔

لیکن ہم سے جو یہ کہا جا رہا ہے کہ تم ہماری نقالی نہ کرو اس سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے، بہت دکھ ہوتا ہے۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے جس کے اندر کوئی بھی عقل کا پہلو مضمر نہیں، نہ ظاہر ہے نہ

باطن، عقل سے کوئی دور کا بھی اس بات کو تعلق نہیں اس لئے اس کے مختلف پہلو میں آج آپ کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ عام طور پر جب کوئی غیر احمدی مسلمان احمدیوں کو کہتا ہے کہ تمہارا کیا حق ہے؟ ہمارے جیسے کیوں بنتے ہو؟ چھوڑ دو بننا، کیا فرق پڑتا ہے تمہارا مذہب اور ہے تمہیں ہم نے غیر مسلم کہہ دیا ہے۔ تو عام بچارے جو سادہ لوح احمدی ہیں ان کو پوری طرح جواب بن نہیں پڑتا کہ کیا کہیں؟ دل تو گواہی دیتا ہے کہ بالکل لغو بات کر رہا ہے لیکن مجلس میں دوسروں کو سمجھانے کی خاطر کھل کر کیا تجزیہ ہونا چاہئے اس کا کیا اس پر تبصرہ ہونا چاہئے؟ ان باتوں سے بعض احمدی بے بہرہ ہیں اس لئے تفصیلی تربیت کی خاطر مجھے یہ چیزیں باری باری لینی پڑ رہی ہیں یعنی موضوع کے طور پر ان کو میں چن رہا ہوں باری باری۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی مذہب کا بھی Patent ہو سکتا ہو اور وہ مذہب والے یہ پسند نہ کریں کہ دوسرے اسے اختیار کریں تو ان کو Patent کروانے چاہئیں مذہب۔ ساری دنیا میں Patent کا ایک رواج ہے اس کو اخذ کریں اور اپنے اپنے مذاہب Patent کروائیں کہ جو شخص بھی اس مذہب کی نقل کرے گا اس کے اوپر یہ سزا یا یہ جرمانہ ہوگا اس کو۔ مذہب کے قانون کے تابع تو کوئی سزا مل نہیں سکتی مذہب کی نقالی کی اس لئے دنیا کے قانون کے رو سے ہو سکتی ہے سزا جیسا کہ Patent کی ہو جایا کرتی ہے تو اگر دنیا میں یہ ممکن ہو تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم ان کی نقالی کرتے نہیں ہیں بلکہ ان کی نقالی سے ہمیں کراہت آتی ہے۔ جھوٹ بول رہے ہیں کہ ہماری نقالی کرتے ہو۔ ہم ان کی نقالی کیسے کر سکتے ہیں نہ تو ہم ان کی طرح اذان سے پہلے گانے گاتے ہیں، نہ اذان کے بعد وہ پڑھتے رہتے ہیں کچھ اور گھنٹہ گھنٹہ لوگوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، ان کے گھروں کے آرام میں مخل ہوتے ہیں، بیماروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں بجائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی اذان پر عمل کیا جائے آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے، آج کل جو اذانیں دی جا رہی ہیں ان کے تو رنگ ہی بالکل مختلف ہیں۔ صبح بعض دفعہ اذان سے پہلے آدھ آدھ گھنٹہ ہمارے ربوہ میں تو مولوی صاحب خاص طور پر تنگ کرنے کی خاطر بعض دفعہ کئی کئی گھنٹے پہلے گانے گایا کرتے تھے اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ Recorded ہوتے تھے۔ ان کو کیا ضرورت تھی خوانخواہ آپ بھی ساتھ اٹھیں، ان کا مقصد تو لوگوں کو تنگ کرنا تھا اس لئے وہ ٹیپ ریکارڈر

میں پنجابی کے گانے بھر لیتے تھے اذان سے پہلے اور پھر اذان کے بعد ایک اور گانوں کا سلسلہ اور گالیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ تو آپ کی نقالی کریں تو ہم تو ایسی اذانیں دیں پھر۔ ہم تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی نقالی کرتے ہیں آپ لوگوں کی نقالی سے ہماری طبیعت متنفر ہے، کراہت پاتی ہے کیونکہ ایسی ایسی ادائیں آپ نے اختیار کر لی ہیں جن کا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا ہمارے ہاں بھی شادیاں ہوتی ہیں، ہمارے ہاں بھی لوگ فوت ہوتے ہیں ہم کب آپ کی نقالی کرتے ہیں کبھی بھی نہیں کی۔ سادگی سے شادیاں ہوتی ہیں نہ بینڈ باجے، نہ ڈھول ڈھمکے، نہ اسراف نہ دکھاوے، نہ نمائشیں، نہ نیوندرے ڈالنا۔ کون سی ادا ہم نے آپ کی سیکھی ہے جس سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے؟ ہمارے ہاں بھی لوگ مرتے ہیں نہ ہم کھانے تقسیم کرتے ہیں، نہ گیارہویں، نہ چالیسویں جو رسمیں ہیں آپ کی ہم نے تو کبھی بھی نہیں اختیار کیں اس لئے یہ بالکل جھوٹا الزام ہے کہ ہم آپ جیسا بننا چاہتے ہیں۔ آپ تو ہم سے ناراض ہوتے ہیں کہ ہم جیسا کیوں نہیں بنتے؟ بھول گئے ہیں اس بات کو، عجیب طبیعت ہے آپ کی جس طرح چاہیں موڑ لیں اپنے آپ کو کل تک تو یہ الزام دیا کرتے تھے کہ ہماری طرح کیوں نہیں کرتے، تم ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے نماز کے فوراً بعد، چالیسویں کیوں نہیں مناتے، گیارہویں کیوں نہیں مناتے، فلاں شرینی کیوں تقسیم نہیں کرتے، قوالیاں کیوں نہیں کرتے، ہر رسم جو آپ کی ہے وہ ہم چھوڑ بیٹھے تھے اور یہ ناراضگی تھی کل تک کہ ہمارے جیسے کیوں نہیں بنتے اور اب ایسا الٹے ہیں کہ دماغ الٹ گیا ہے بالکل کلیتہً یہ کہہ رہے ہیں ہمارے جیسے کیوں بنتے ہو حالانکہ جھوٹ ہے، بالکل ہم تو آپ جیسا نہ بنتے ہیں نہ بننا پسند کرتے ہو۔ ہم تو وہ بننا چاہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے نمونہ بنایا تھا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ (الفتح: ۳۰) یعنی حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان لوگوں کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو آنحضورؐ کے ساتھ تھے یعنی آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کی اس لئے اگر آپ تجزیہ کریں الزام کا تو سارا الزام ہی جھوٹا ہے۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی سے کون سا دنیا کا قانون یا شریعت اسلامیہ کا قانون روک سکتا ہے یا روکتا ہے اور کس حد تک غلامی سے روکتا ہے اور کس کو روکتا ہے؟ سارے قرآن کریم میں، تمام احادیث میں نہ کوئی آیت نہ کوئی حدیث اشارةً یا کنایةً بھی کسی کو آنحضرت ﷺ کی

غلامی سے روک رہی ہے نہ قرآن پر عمل کرنے سے منع کیا جا رہا ہے بلکہ قدر مشترک کہہ کہہ کے غیروں کو بلایا جا رہا ہے تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران: ۶۵) کہ اے اہل کتاب ہم تو قدر مشترک کی طرف بلانے والے لوگ ہیں جو تم مانتے ہو ہماری باتیں وہ تو اختیار کر لو جن میں اختلاف رکھتے ہو تمہارا حق ہے جو چاہو اختلاف کرو لیکن جو تم اپنے منہ سے کہتے ہو کہ ہاں یہ تمہاری باتیں اچھی ہیں وہ کیوں اختیار نہیں کرتے ۔ کیسا عظیم الشان مذہب ہے! ساری دنیا کو اشتراک کی دعوت دے رہا ہے۔اس مذہب کا حلیہ بگاڑ کر یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ قدر اشتراک پسند نہیں کرتا۔غصہ آ جاتا ہے اگر کوئی حضور اکرم ﷺ کی غلامی اختیار کرے اور آپؐ کے پیچھے چلے۔

جو آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی تھیں ان میں یہی مضمون ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؁ کہ اے لوگو! تمہارے لئے اللہ کے رسول یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ میں ایک بہت ہی حسین اسوہ بنایا گیا ہے ایک ایسا خوبصورت نمونہ رکھ دیا گیا ہے کہ اب جو کوئی بھی اللہ کو چاہتا ہے وہ اس اسوہ کی پیروی کرے اور جو یوم آخر کی خواہش رکھتا ہے کہ یوم آخر میں وہ نجات دہندہ شمار ہو اس کو بھی یہی چاہئے کہ وہ اس اسوہ کی پیروی کرے۔ یہاں تو آنحضور ﷺ کے اسوہ کی پیروی کے لئے نہ مسلمان ہونا شرط قرار دیا گیا ، نہ کسی فرقے کی شرط رکھی گئی۔ایک چیز مذہب کی قدر مشترک جو ہے وہ بیان فرمائی گئی ہے۔کیسا عظیم کلام ہے! کوئی پہلو نہیں چھوڑتا خیر کا۔فرمایا لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ جو اللہ کو چاہتا ہے اور یوم آخر چاہتا ہے اس کے لئے چارہ نہیں ہے اسکے سوا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرے۔تو جب تک یہ قانون نہ بنائیں کہ اللہ کو چاہنا جرم ہے اور یوم آخرت میں اپنی نجات پانا نجات ڈھونڈ نا جرم ہے۔ جب تک یہ دو قانون Percieve نہ کریں پہلے نہ بنائے جائیں اس وقت تک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی سے کوئی روک ہی نہیں سکتا کسی کو۔تو آیات پر تبر رکھ کر آپ جو چاہیں کریں لیکن ہماری گردنیں کاٹنے سے پہلے آیات کی گردنیں کاٹنی پڑیں گی۔ قرآن کریم میں کتر بیونت (قطع و برید) کرنے پڑے گی۔ کیونکہ اتنی کھلی کھلی کتاب ہے ،اتنا واضح کر دیتی ہے اپنے مضمون کو کہ کوئی بھی شک کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتی۔ پھر فرماتا ہے ان لوگوں کا ذکر

کر کے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ کہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول نبی کی یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی جو اُمّـــی بھی ہے اوراس کا وہ ذکر پڑھتے ہیں اپنی کتابوں میں فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ تورات میں بھی انجیل میں بھی اب الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ سے مراد صاف پتہ چل رہا ہے کہ اہل کتاب ہیں کیونکہ مسلمانوں کی دو کتابیں تو نہیں ہیں۔ یہ اَلَّذِيْنَ سے مراد کون ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں جو پیروی کرتے ہیں ؟ کن کا ذکر چل رہا ہے الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ یہ وہ لوگ ہیں جو تورات اور انجیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھتے ہیں اور پیشتر اس کے کہ وہ مسلمان ہو جائیں ان کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ آپؐ کی پیروی کرتے ہیں اوراس کے نتیجے میں پھر ایمان ان کو نصیب ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ ان لوگوں سے کیا سلوک کرتے ہیں کیا کہتے ہیں ان کو قرآن کریم میں چھ کام بتائے آنحضرتؐ کے۔ جو کوئی بھی حضور اکرمؐ سے محبت کرنے لگے اور اپنے آپ کو آپؐ کے حضور پیش کر دے کہ اب جس طرح چاہیں مجھے بنا دیں میں حاضر ہوں تو فرمایا امر بالمعروف کرتے آنحضرتؐ، اچھے نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور نہی عن المنکر کرتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور طیبات کو حلال کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اچھی چیزیں پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور خبائث کو، گندگی اور بیہودہ چیزوں کو منع فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں نہ کھایا کرو اور بوجھ اتارتے ہیں تمہارے رسم و رواج کے جو بوجھ تم نے اپنے اوپر لا درکھے ہیں اور گردنوں کے طوق کاٹ کر دور کر دیتے ہیں۔ یہ چھ احسانات ہیں آنحضرت ﷺ کے جو آپؐ کے اسوہ میں ملتے ہیں۔اس کے مقابل پر فرمایا پھر ایمان لے آؤ ایسے شخص پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ آخر پر ان ساری باتوں کے بیان کر دینے کے بعد فرمایا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ کیوں کہ اہل کتاب کا ذکر چل رہا تھا اس لئے فرمایا ایسا رسول جو اتنا بڑا تمہارا محسن ہے، ایسے ایسے اچھے کام کر رہا ہے، ایسی پاکیزہ تبدیلیاں تمہارے اندر پیدا کر رہا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اللہ اور اس رسول پر ایمان لے آؤ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اس رسول نبی امی پر ایمان

لاؤ جو اللہ پر ایمان لاتا ہے خود اور اس کے کلام پر ایمان لاتا ہے۔ وَاتَّبِعُوْهُ اس کی پیروی کرو لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

یہ ہے قرآن کریم کا حکم اور بعض حکومتوں کا حکم یہ ہے کہ اس کی پیروی نہ کرو کیونکہ ہمارے نزدیک چونکہ تم مسلمان نہیں ہو اس لئے ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہ کرو ورنہ سزا ملے گی۔ تو آپ کی ہم پیروی کرتے ہی نہیں پہلے نہ ہمیں کوڑی کی پرواہ ہے آپ کی پیروی کی۔ ہم تو جس کی پیروی کرتے ہیں قرآن میں حکم ہے کہ اس کی پیروی کرو اس لئے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اگر پیروی منع ہے تو کس کس جگہ منع ہے کون کون سی جگہ منع نہیں ہے یعنی آنحضرت ؐ جب معروف کا حکم دیتے ہیں اگر یہ نقالی ہے اور اس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو احمدیوں کے لئے پھر یہ جرم ہونا چاہئے کہ وہ سچ بولیں، احمدیوں کے لئے جرم ہونا چاہئے نہی عن المنکر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ وہ اگر چوری نہ کریں تو یہ جرم ہے۔ جتنی نیکیاں اسلام میں لکھی ہوئی ہیں حضرت اقدس محمد رسول اکرم ﷺ نے اپنی سنت سے کر کے دکھائی ہیں وہ ساری نقالی ہیں ان میں سے کون سی ہے جو نقالی نہیں ہے اور جتنی برائیاں منع فرمائی ہیں ان سے بچنا نقالی ہے تو پہلے یہ تو قانون بناؤ کہ پاکستان میں اگر کسی احمدی نے کسی کو گالی نہ دی تو جرم ہوگا اور اگر کسی احمدی نے کسی کی چوری نہ کی تو یہ جرم ہوگا اگر قتل نہیں کرے گا تو جرم ہوگا، اگر ڈاکہ نہیں ڈالے گا تو جرم ہوگا، اگر غریبوں کی حق تلفی نہیں کرے گا تو جرم ہوگا، اگر شراب نہیں پیئے گا تو جرم ہوگا، اگر سؤر نہیں کھائے گا تو جرم ہوگا، اگر وہ لوگوں کو حرام نہیں کھلائے گا تو جرم ہوگا۔ ہر نیکی کو قانوناً الٹانا پڑے گا آپ کو کیونکہ یہ نیکیاں ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھی ہیں اور قرآن فرما رہا ہے کہ آپ ؐ سے ہی سیکھو گے تم آئندہ کے لئے ہر خیر کا پیمانہ آنحضور ؐ کے خم خانے سے ملے گا اس لئے جب باہر کچھ رہا ہی نہیں تو نقالی کے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں ہے۔ کون سی دنیا کی قوم ہے جو حضور اکرم ؐ کی نقالی کے بغیر ہی دنیا میں پنپ سکتی ہے اور تہذیب سیکھ سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہر قسم کی تہذیب، ہر قسم کی اعلیٰ زندگی، ہر قسم کی پاکیزگی آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرما دی گئی۔ پس اگر آپ روکتے ہیں کہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے تو پھر قانون تفصیل سے بنایئے کہ جو بھی جس کو بھی ہم کہیں گے غیر مسلم ہے اس کو آنحضرت ﷺ کی ہر بات میں الٹ چلنا ہوگا تب ہمارے دل کو ٹھنڈ پڑے گی۔ وہ احسان کیا کرتے تھے اگر تم بھی احسان کرو گے تو ہمیں بہت تکلیف

ہوگی، بڑا غصہ آئے گا اس لئے ہم کہیں گے کہ تم احسان کروا کرا حسان فراموشی کیا کرو۔ آنحضورؐ سچ بولتے تھے اور ہم نے تو تمہیں کافر سمجھ لیا ہے اس لئے تمہارا کیا حق ہے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا۔ تم جھوٹ بولا کرو اور اگر سچ بولو گے تو قانون تمہیں تین سال کے لئے اندر کر دے گا۔ آنحضرتؐ اپنا حق چھوڑتے تھے غیروں کے لئے تم لوگوں کا حق مارو۔ تم کون ہوتے ہو حضورؐ کی پیروی کرنے والے! اس لئے جب تک ہمارے حقوق نہیں تلف کرو گے ہم تمہیں سزائیں دیں گے۔ آنحضور ﷺ جان اور عزت کی حرمت قائم فرماتے تھے اس لئے تم کون ہوتے ہو کہ جان اور عزت کی حرمت قائم کرو۔ یہ شکلیں ہیں آنحضورؐ کی۔ یہ کام تھے جو آپؐ کیا کرتے تھے۔ ان چیزوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے تو سارا اسلام چھوڑ کر آپ کو صرف اذان کہاں سے نظر آ گئی ہے یا مسلمان کہلانا کہاں سے نظر آ گیا ہے کہ بس یہی دو چیزیں ہیں گویا اسلام کی۔

میں آپ کو وجہ بتاتا ہوں کیوں باقی چیزیں بھول گئیں اس لئے کہ وہ مشکل ہیں، وہ آپ نہیں کرتے، بہت سارے چھوڑ بیٹھے ہیں اس لئے مشکل کام جو ہیں وہ تو آپ نہیں ان سے ہو رہے وہ یہ ہمیں کیا کہیں گے کہ ہماری نقالی کرتے ہو تم۔ اس لئے جو کام آسان ہیں اور چند آدمیوں نے کرنے ہیں وہاں انہوں نے نقالی ڈھونڈ لی ہے۔ ایک مولوی نے اذان دے دی اور جماعت کھڑی کرا دی اور مسلمان کہہ دیا اپنے آپ کو جب کوئی فارم بھرنا ہوا اس میں کون سا مشکل کام ہے! تو جو مشکل کام تھے ان سے ہمیں نہیں روک رہے کیونکہ آپ سے نہیں ہوتے وہ۔ نیکیاں خود کریں تو پھر کہیں نا کہ ہماری نقالی کرتے ہو۔ جھوٹی قسموں سے باز آئیں عدالتوں میں تو پھر کہیں نا کہ ہماری نقالی کرتے ہو۔ ظلم اور سفاکی اور لوگوں کے اموال لوٹنا اور ہر روز قتل و غارت اور چوریاں اور ڈاکے یہ سارے کام ہو رہے ہیں اس ملک میں جہاں احمدی غیر مسلم ہیں اور بڑی کثرت سے ہو رہے ہیں۔ تو ان سب کاموں میں ہمیں کیسے روکیں گے کیونکہ اگر وہ روکیں گے تو آپ تو کر نہیں رہے، نقالی کس بات کی ہوگی پھر؟ پس یہ دو آسان کام ہیں اس میں بڑی آسانی کے ساتھ الزام لگ سکتا تھا کہ نقالی کرتے ہو کیونکہ ہر مسجد میں اذان ہوتی ہے اور ہر مسلمان جو مسلمان کہلانا چاہتا ہے ہر شخص خواہ دل میں ایمان ہو یا نہ ہو، ساری زندگی اس نے کبھی نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو، بدکاریوں میں مبتلا ہو، چور ہوا چکا ہو، کمیونسٹ ہو چکا ہو، اسلام پر ہنستا ہو اس کے لئے مسلمان کہنا کون سا مشکل کام ہے اور اگر اس کے دل میں کوئی تقویٰ ہی

نہیں ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنا اس کے لئے کون سا مشکل ہے۔ سو بسم اللہ کر کے وہ یہ دو شرطیں پوری کرے گا۔ تو یہ وجہ ہے جو انہوں نے چنی ہے، تبلیغ چھوڑ دی ہے خود، ہمیں جو تبلیغ والے معاملے میں ایک استثناء ہے میں اس لئے الگ اس کو کہہ رہا ہوں، غیروں میں تبلیغ چھوڑ دی ہے اور ہمیں تبلیغ سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں تمام دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے گا وہ تو براہ راست Hit کرتی ہے چونکہ تبلیغ اس لئے یہ مشکل بنی ہوئی ہے ان کو ورنہ تو خود بھی تبلیغ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ عام دستور تو یہ ہے کہ جو خود چھوڑ بیٹھے ہیں ان میں منع نہیں کیا جو خود کرنا آسان تھا وہ منع کر دیا۔ ایک تیسری چیز تبلیغ ہے وہ کیوں فرق کیا گیا ہے وہ میں بتا رہا ہوں کیونکہ تبلیغ کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ اگر تبلیغ کی ان کو اجازت دی گئی تو اس تیزی کے ساتھ جماعت پھیلتی چلی جائے گی کہ ایک دن ہماری اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے گی اور ان کی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو جائے گی اس لئے مجبوری ہے۔ بہر حال یہ تمام امور وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے اور جن کی طرف لوگوں کو بلایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ یہ کام کرتے ہیں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی نقالی کرتے ہیں أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ جو لوگ اللہ سے پیار کرتے ہیں، اللہ کو چاہتے ہیں وہ نیک لوگ نجات دہندہ ہیں۔ جو لوگ آخرت کے دن سرخرو ہونا چاہتے ہیں وہ نجات دہندہ ہیں۔

تو یہ سارے قانون پہلے بنانے پڑیں گے کہ اللہ کو چاہنا جرم ہے اس ملک میں، یوم آخرت میں سرخرو ہونا جرم ہے، آنحضرت ﷺ کی نیک باتوں میں پیروی جرم ہے اور پھر نیک باتوں کی تفصیل بتائی جائے اور جتنی بڑی نیکی اتنی بڑی سزا ملنی چاہئے کیونکہ جرم بھی اتنا بڑا ہوگا۔ اگر سچائی سب سے بڑی نیکی ہے تو سب سے بڑی سزا سچائی پر ملنی چاہئے اور آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جو ہو نہیں سکتیں، کچھ ہو بھی چکی ہیں ان میں سے۔ اس وقت پاکستان دنیا کا ایک واحد ملک ہے جہاں سچائی کے جرم میں سزا مقرر ہو چکی ہے مثلاً جب احمدی کو کہتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو غیر مسلم کہو تو وہ شخص جو دل سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور قرآن کو واجب التعمیل کتاب سمجھتا ہو اور اس کے سارے ایمان کی بنیادیں وہی ہوں جو قرآن کریم نے مقرر فرمائی ہیں تو جب وہ منہ سے یہ کہے گا کہ میں غیر مسلم ہوں تو جھوٹ بول رہا ہوگا۔ پس ایک ہی ملک ہے ساری دنیا میں جہاں جھوٹ پر شاباش مقرر ہوئی ہے اور سچ پر سزا مقرر ہو گئی ہے۔

تو میں نے جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا تھا قرآن کریم کی تعلیم ایسی عظیم الشان تعلیم ہے کہ جب اسکو آپ چھوڑتے ہیں آپ کے اندر کجیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور لغویات آپ کی ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں آپ کے لئے چارہ نہیں رہتا کہ قرآنی تعلیم کو چھوڑنے کے بعد لغویات اور کجیوں سے خود بچ سکیں۔ تو چونکہ قرآنی تعلیم کے خلاف ایک حکم دیا تھا اسکی لغویت خود بخود ظاہر ہونی شروع ہو گئی۔ عملاً یہ پہلا قدم اٹھالیا گیا ہے اس ملک میں کہ سچ بولنے کی سزا تین سال قید با مشقت اور لامتناہی جرمانے بھی ہو سکتے ہیں۔ سچ اور جھوٹ کی تعریف اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتی کہ جو انسان سمجھتا ہو اس کے خلاف بیان دے۔ سچ یہ نہیں ہے کہ واقعۃً وہ بات درست ہے کہ نہیں، سچ یہ ہے کہ جو میں نے دیکھا اور میں نے سمجھا اس کو بیان کروں۔ مثلاً زاویۂ نگاہ بدلنے سے چیزیں مختلف دیکھی جاتی ہیں۔ ایک انسان کی آنکھ میں بیماری ہے وہ سبز رنگ نہیں دیکھ سکتا صرف کالا ہی دیکھ سکتا ہے۔ غالباً Colour Blindness اسی کو کہتے ہیں، Red نہیں دیکھ سکتا Green نہیں دیکھ سکتا۔ وہ دونوں Black and White یا ان کے Shades نظر آتے ہیں اس کو تو یہ جو شکل ہے اس میں اگر ایک آدمی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، وہ کہتا ہے کہ بتاؤ کیا دیکھ رہے ہو تم اور اس کو سبز رنگ سیاہ نظر آ رہا ہو۔ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے سبز نظر آ رہا ہے تو جھوٹ بول رہا ہے حالانکہ واقعۃً وہ سبز ہے۔ اس لئے سچ اور جھوٹ کا تعلق ہر ذات کے اندرونے سے ہے۔ واقعۃً کوئی چیز سچ تھی یا نہیں تھی اس بات کا تعلق تحقیق سے ہے اور سب سے زیادہ حقیقی علم اللہ رکھتا ہے۔ لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے سچ اس کو کہتے ہیں جو وہ سمجھ رہا ہے جو وہ دیکھ رہا ہے۔ اگر اس کے برخلاف بیان کرے گا تو وہ جھوٹا ہے تو اگر ہم اسلام کو سچا سمجھ رہے ہیں تو اس کے برخلاف بیان کرنے سے لازماً جھوٹے ثابت ہوں گے۔ ایک خرابی تو ان کو یہ اختیار کرنی پڑ رہی ہے۔

دوسرے یہ کہ نہ صرف جھوٹا بنانا چاہتے ہیں بلکہ مکذب بنا رہے ہیں یعنی جب کہتے ہیں تم کہو ہم غیر مسلم ہیں تو غیر مسلم بغیر تعریف کے تو کوئی چیز نہیں ہے نہ کسی مذہب کا نام ہے۔ غیر مسلم ایک منفی نام ہے جس کے نتائج بھی محض منفی ہیں یعنی ہندو سکھ کہنا تو اور بات ہے لیکن جب غیر مسلم کہتے ہیں تو یہ ایک منفی مذہب ہے جس کا مطلب ہے کہ مسلم نہیں ہو، اسلام کی تکذیب کرنے والے ہو۔ اس لئے کہتے ہیں تم اپنے آپ کو غیر مسلم کہو یعنی انکار کرو کہ خدا ایک ہے اس کے بغیر مسلم نہیں بن سکتا۔ یہ کہو کہ حضرت

اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نعوذ باللہ جھوٹے تھے اور سب قرآن اپنی طرف سے بنالیا تھا یہ کہو کہ فرشتوں کا کوئی وجود نہیں ہے نہ جنت جہنم حق ہیں یوم آخرت یہ سب قصوں کی باتیں ہیں اور یہ کہو کہ قرآن کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کچھ بھی اس کے معنی نہیں۔ یہ ساری باتیں کہو تب غیر مسلم بنتے ہو۔ اور وہ جب ہمیں کہتے ہیں غیر مسلم کہو اپنے منہ سے تو صرف یہ نہیں کہتے کہ تم جھوٹ بولو اپنے لئے وہ کہتے ہیں ان سب سچوں کی تکذیب بھی کرو ساتھ۔ کاذب بھی بنو مکذب بھی بنو یہ قانون بنا ہے اس وقت ملک میں۔

کیسے ممکن ہے کہ کوئی احمدی جھوٹ بولے اور پھر مکذب بھی بن جائے لیکن کہتے یہ ہیں کہ ہمیں تکلیف ہوتی ہے یعنی تم اگر کہو میں مسلمان ہوں تو عوام الناس بے چارے اس سے یہ نتیجہ نکالیں گے غلطی سے کہ تم کہہ رہے ہو اللہ ایک ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ اللہ ایک ہے کتنی تکلیف دے گا لوگوں کو۔ کہتے ہیں ہمارے دلوں میں تو آگ لگ جاتی ہے اس بات سے، اتنی ہمیں تکلیف ہوتی ہے کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ اپنی سینوں کی آگیں تمہارے گھروں میں منتقل کر دیں اور پھر ہم کرتے بھی ہیں یعنی غیر احمدی علما کا یہ ہے اصل دعویٰ۔ کہتے ہیں دیکھ لو ہم سارے پاکستان میں تقریریں کر رہے ہیں کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دو۔ جب تک یہ اپنے آپ کو غیر مسلم نہ کہیں تو گویا سینے کے اندر وہ آگ جو تم نے بھڑکا دی ہے اللہ کو ایک کہہ کر وہ تو بجھ ہی نہیں سکتی جب تک تمہارے گھروں کو آگ نہ لگا دیں۔ تم کہتے ہو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سچے ہیں اور واجب التعمیل ہیں ان کی پیروی کرنا ضروری ہے کہتے ہیں اتنا بڑا ظلم ہمیں تو بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے کہ کوئی شخص کہے کہ رسول اللہ ﷺ سچے ہیں۔ اس لئے جب تک جھوٹا نہیں کہو گے ہمارے دل کو ٹھنڈ نہیں پڑے گی قرآن کو جھوٹا کہو فرشتوں کو جھوٹا کہو یوم آخرت کو غلط کہانی بیان کرو پھر ہم کہیں گے ہاں الحمد للہ اب تم ہمارے بھائی ہو۔ اب تمہیں ہم سارے ہی حقوق دیتے ہیں جو پہلے تم سے ہم نے چھین لئے تھے

قرآن کریم کو چھوڑ کر جب آپ ایک طریق اختیار کرتے ہیں تو ہر چیز الٹ جایا کرتی ہے اس کو کہتے ہیں کتاب کا کمال کہ کھیلنے نہیں دیتی اپنے آپ سے جب آپ اس سے کھیلنے کی کوشش کریں گے جس طرح بڑی طاقت کی بجلی ہو اس کا غلط استعمال دھکا دیتا ہے بعض دفعہ ہلاک کر دیتا ہے تو قرآن تو اتنی قوی کتاب ہے۔ اس کے قانون کے مطابق آپ اس کو استعمال کریں تو ایک عظیم الشان طاقت ہے۔ اس کے اندرونی قانون کے برعکس جب بھی اس کو استعمال کرنے کی کوشش کریں گے یہ

ہلاک کر دے گی آپ کو۔ دنیا کی بجلیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں اس کے مقابل پر یہ تو وہ کلام ہے کہ اگر پہاڑ بھی جرأت کریں اور بڑی بڑی دنیا کے عظمتوں کے پہاڑ بھی ہوں یعنی بڑی بڑی قومیں ہوں تو ان کو بھی یہ قرآن پارہ پارہ کرسکتا ہے ایک جھٹکے میں اگر غلط استعمال کریں گے تو۔ تو یہ ہو رہا ہے اس وقت کہ قرآن کریم کی تعلیم کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں ہر بات الٹ جاتی ہے ہر بات بے معنی اور لغو ہوگئی ہے جو چیزیں اچھی لگنی چاہیں وہ بری لگنے لگ گئی ہیں اور جو بری لگنے والی ہیں وہ اچھی لگنے لگ گئی ہیں۔

قرآن کریم ایک ایسی کامل کتاب ہے کہ ہر احتمال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا بھی ذکر فرماتی ہے اور کوئی احتمال بھی باقی نہیں چھوڑتی۔ چنانچہ یہ کہنا اس پہلی آیت میں جو فرمایا گیا یہ وہ لوگ ہیں یہ کام کرتے ہیں اور یہی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں یا نجات یافتہ ہیں تو یہ سوال جیسا کہ اٹھایا گیا ہے اس پر میں بحث کر چکا ہوں کہ یہ ساری چیزیں مسلمانوں کے لئے ہیں۔ غیر مسلموں کو کوئی حق نہیں ہے آنحضرتؐ کی پیروی کرنے کا وہ نافرمانی کریں گے تو ہمیں ٹھنڈ پڑے گی۔ اگلی آیت میں قرآن کریم انہی علما کو مخاطب کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں محمد مصطفی ﷺ نہ کسی قوم کے لئے ہیں نہ کسی ایک مذہب کے لئے ہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے خدا نے ان کو بنا کر بھیجا ہے اور یہاں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا بلکہ فرمایا قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا ۨ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ

کہ اے محمدؐ! یہ اعلان کر دے اور ان کے دماغوں کی پیدا کردہ ہر قسم کی غلط فہمیاں دور کر دے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا اے بنی نوع انسان! اے آدم کی اولاد! جو روئے زمین پر بستے ہو مجھے خدا نے تم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور کیوں نہ ہو میں اس خدا کی باتیں کرنے آیا ہوں۔ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو زمینوں کا بھی خدا ہے اور آسمانوں کا بھی خدا ہے وہ ساری کائنات کا مالک ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وہ ایک ہی خدا ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے وہی ہے جو مارتا ہے۔ پس اے زندگی کے خواہاں! میری طرف آؤ! اور اے موت سے ڈرنے والو! تم بھی میری طرف آؤ کیونکہ آج اس خدا کی ملوکیت میں تقسیم کر رہا ہوں اس کی ملکیت میں تقسیم کر رہا ہوں جو زندگی اور موت کا خدا ہے۔ یہ اعلان ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا جو تمام بنی نوع انسان کو خیر میں شامل کر رہا ہے۔

کسی کو بھی اپنے خیر کے ایک ذرے سے بھی باہر نہیں نکال رہا۔ اگر کوئی تو ہم دل میں تھا بھی ، کوئی وہم باقی بھی تھا کہ شاید یہ ساری اچھی باتیں ان کے لوگوں کے لئے ہیں جن کو ہم مسلمان سمجھتے ہیں تو اللہ نے فرمایا نہیں وہ تو سارے انسانوں کے لئے ہیں۔ پھر فرمایا وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تم پیروی کرو اس کی اگر تم ہدایت چاہتے ہو تو اس رسول کی پیروی کے سوا اے بنی نوع انسان تمہارا گزارا نہیں ۔ اس پر ایمان لاؤ اللہ پر ایمان لاؤ اس کے کلمات پر ایمان لاؤ اور جیسا کہ یہ کرتا ہے وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اور یہاں آنحضرت ﷺ کا اللہ پر ایمان بتا کر خدا سے وسیلہ ہونا بھی بتا دیا گیا ہے کہ اللہ پر حقیقی ایمان لانے والا تو یہی ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لانا چاہتے ہو تو اس کے واسطے سے اس کے وسیلہ سے آؤ گے۔ جس خدا کو یہ سمجھا جس خدا کو اس نے دیکھا اس پر ایمان لاؤ تب خدا پر ایمان ہوگا۔ تو کس طرح کاٹ سکتے ہیں یہ لوگ امت محمدیہ سے اس شخص کو جو بنی نوع انسان کا ایک جزو ہے اگر وہ یہ چاہے اور فیصلہ کرے کہ اس پیغام کو سن کر لبیک کہے تو ہے کون جو رستے میں روک ڈال دے اور کھڑا ہو جائے کہ نہیں میں نے تمہیں رسول اللہ کی پیروی نہیں کرنے دینا۔

عملاً اس کا نتیجہ ایک اور نکلے گا ہر بات جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا قرآن کے خلاف جاتی ہے تو برعکس نتیجہ بھی پیدا کر دیتی ہے۔ یہ چاہتے تھے ہمارے حقوق پر قدغن لگانا، ہمارے حقوق کو محدود کرنا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ کے حقوق پر قدغن لگا دی اور آپ ؐ کے حقوق کو محدود کر دیا۔ اگر وہ ہمارے لئے رسول نہیں ہیں تو قرآن تو کہتا ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے رسول ہیں اگر وہ احمدیوں کے لئے رسول نہیں ہیں تو حضرت محمد مصطفی ﷺ جن کے لئے بھیجے گئے تھے ان میں احمدیوں کو آپ نے نکال کر ایک طرف کر دیا اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا دائرہ چھوٹا کر دیا اپنی طرف سے تو دیکھئے قرآن کریم کی نافرمانی تو آپ کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑے گی حملہ کسی اور جگہ کرنا چاہتے تھے اور وار کہیں اور پڑا ہے۔ جیسے بعض لوگ بیمار ہو جاتے ہیں قدم کسی اور طرف رکھنا چاہتے ہیں اور طرف پڑ جاتا ہے قدم تو مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں جو قرآنی تعلیم اس کی روح کو چھوڑ کر پھر کوئی اقدام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر قدم لازماً غلط پڑے گا اگر قرآنی تعلیم کو آپ چھوڑ دیں گے تو اور یہ اس کا نمونہ ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے اے بنی نوع انسان تم سب کے لئے رسول ہے اور تم سارے اس کی اطاعت کرو اور اس کی پیروی کرو اور یہ کہہ رہے ہیں نہیں سب کے لئے رسول نہیں جن کو ہم غیر مسلم

قرار دیں ان کے لئے محمد رسول اللہؐ رسول نہیں ہیں اور اگر وہ پیروی کریں گے تو قرآن کے بیان کے مطابق تو ہم ان کو قتل کریں گے۔ گویا کچھ قتل کرنے والے اس جرم میں قتل ہو رہے ہوں گے کہ سچے رسول کریمؐ کی پیروی کر رہے تھے اور یہ سارے جرم قرار دینے پڑیں گے۔ سیرت کے اوپر پہلے مضمون تیار ہوگا کہ یہ یہ باتیں ہیں جو سیرت کا حصہ ہیں اور اول سے آخر تک سارے جرائم بن جائیں گے ان کے لئے جن کو یہ غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ یعنی سیرت کی دو شکلیں بن جائیں گی یہی سیرت بنی نوع انسان کے حقوق سے تعلق رکھنے والی سیرت بعض لوگوں کے لئے نیکی اور بعض لوگوں کے لئے جرم تو کسی پہلو سے بھی کوئی عقل کی بات نظر نہیں آتی جس کے یہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تبھی قرآن کریم ایک آیت میں ان لوگوں کے ذہنوں کا نقشہ کھینچتا ہے اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (ھود: ۷۹) ایک بھی عقل والا تم میں باقی نہیں رہا۔ کیوں نہیں دیکھتے بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہم کر کیا رہے ہیں۔

بہر حال جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا دامن نہیں چھوڑے گی اور جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں بڑی شدت اور قوت کے ساتھ کہ لازماً ہم جیتیں گے کیوں کہتا ہوں اس لئے کہ اب یہ حضرت محمد مصطفی ﷺ پر حملہ کر رہے ہیں اور قرآن پر حملہ کر رہے ہیں۔ جس تعلیم سے ہمیں روکتے ہیں وہ قرآن کی تعلیم ہے، جس سنت سے ہمیں باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ محمد مصطفی ﷺ کی سنت ہے اور یہ وہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کی خدا سب سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ ناممکن ہے کہ قرآن پر حملہ کرنے دے ان کو اور چھوڑ دے خالی اور سنت محمد مصطفی ﷺ پر حملہ کرنے دے اور باز پرس نہ فرمائے اس لئے ان کا معاملہ تو اب براہ راست خدا سے ٹکر کا معاملہ بن چکا ہے۔ جہالت کی حد ہے کہ قرآنی تعلیم پر عمل کرو گے تو ہمیں غصہ آئے گا، آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دم بھرو گے تو ہمیں اتنی تکلیف ہوگی کہ جب تک تمہیں مار نہ لیں قتل نہ کر لیں تمہیں انسانی حقوق سے محروم نہ کر لیں ہمارا سینہ ٹھنڈا نہیں ہوگا یہ شکل بن چکی ہے اب تو اللہ فضل فرمائے جو قوم کی موجودہ حالت ہے یہ بہت ہی خطرناک ہے اور مظالم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں رکتے نہیں ہیں کسی جگہ۔

مثلاً میں نے آپ کو سنایا تھا باجوہ صاحب (مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب) وغیرہ کا قصہ سنایا کہ کس طرح ان پر ظلم ہوا یعنی بوڑھے اور بزرگ گھروں میں بیٹھے ہوئے اس جرم میں ان کو

پکڑ کر گھروں سے نکالا گیا کہ آپ نے ایک مولوی کو اغوا کرنے کی کوشش میں شامل تھے۔ان کی عمریں دیکھو ان کا مقام دیکھو ان کا سابقہ ریکارڈ دیکھو تمام دنیا کی پولیس میں سے جو جاہل سے جاہل لوگ بھی ہیں وہ بھی ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں لیکن ایک توقع تھی انصاف کی کہ شاید عدالتوں میں انصاف مل جائے۔اب ان کی حالت یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے کل ضمانت یہ کہہ کر مسترد کر دی ہے کہ ہمیں حکومت کی طرف سے حکم آیا ہے کہ ہم اس مقدمہ کو تم سے لے کر فوجی عدالت میں دینا چاہتے ہیں اس لئے تم بااختیار ہی نہیں ہو کسی ضمانت قبول کرنے کے یعنی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں کچھ بھی نہیں ہے جھوٹ ہی جھوٹ ہے لیکن یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم نے ظلم سے باز نہیں آنا اس لئے کب تک خدا ان کو ظلم کی اجازت دیتا ہے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے لیکن ہر قدم سفا کی کی طرف اٹھ رہا ہے یہ ہم کہہ سکتے ہیں اور کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ تقدیر ظاہر ہوگی جو مجرموں کے حق میں ہمیشہ ظاہر ہوا کرتی ہے یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے لیکن یہ جانتے ہیں کہ جب تک اللہ ہمیں آزمائے گا ہم صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے اور مسلمین کہتے ہوئے جان دیں گے راضی برضا رہتے ہوئے اپنا سب کچھ لٹائیں گے ایک بھی ایسا احمدی نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ جو خدا تعالیٰ پر شکوہ کرتا ہوا مر رہا ہو۔ وہ مالک ہے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہم تو اس پر ایمان لائے ہیں اس لئے جب تک چاہتا ہے اپنے بندوں کو آزمائے گا۔ہم انشاء اللہ تعالیٰ غلامی کی ساری شرطیں پوری کریں گے۔ یہ بات کبھی نہ چھوڑیں اپنے ہاتھ سے۔صبر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھیں اور جس طرح آپ نے صبر کیا ہے ویسا صبر کریں اس صبر کے دوران کئی لوگ ہیں جو مظلومی کی حالت میں مرے تھے۔ کتنے ہی تھے جو تکلیفیں برداشت نہ کر کے جان دے گئے بیشتر اس کے کہ فتح مکہ ہوتی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی زندگی کے تقریباً تمام دن ہی صبر میں گذرے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد تو صرف ایک سال آپؐ زندہ رہے اس دنیا میں اور پھر جلد وصال ہو گیا۔اور مدینہ کا دور بھی تو مظلومیت ہی کا دور تھا ادھر سے حملے ہو رہے تھے غیروں کی طرف سے ادھر سے گھر کے اندر یہودی ریشہ دوانیاں کرتے تھے۔ کہیں زہر دیا جاتا تھا، کہیں چکی کے پاٹ پھینکے جاتے تھے اوپر سے، کہیں مسلمان عورتوں کی بے عزتیاں کی جاتی تھیں اور دکھ دیا جاتا تھا آنحضور ﷺ کو تو ساری زندگی دکھوں میں کٹی ہے۔ آخری جو ایک سال یا ڈیڑھ سال کی زندگی ہے وہ ہے جس کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ

امن کا دور آیا تھا لیکن کلیۃً امن کا وہ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ بعض غزوے اس کے بعد ہوئے اور ہر طرف سے بے اطمینانی کی خبریں بھی ملتی تھیں تو اسوۂ رسولؐ کو اگر آپ سختی سے پکڑ لیں یعنی بڑی مضبوطی کے ساتھ اس پر کاربند ہو جائیں تو پھر آپ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ ہم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو بچارے فتح کی تمنا لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے مگر مرتے وقت ان کو راضی برضا رہنا چاہئے اور ان کی ان نیکیوں کے بدلے ان کی ان بھلائیوں کے صدقے ایسی نسلیں آنے والی ہیں جو فتح میں آنکھیں کھولیں گی اور وہ سوچ بھی نہیں سکیں گی کہ ہمارے ماں باپ نے کیسی کیسی دردناک قربانیاں دی تھیں اس فتح کے لئے۔ اس لئے یہ تو بہر حال ہوگا کہ جس شخص نے قرآن پر ہاتھ ڈالا ہے وہ لازماً ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جس نے محمد مصطفی ﷺ کے فیض کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے اس کے فیض کے چشمے سوکھیں گے محمد رسول اللہ ﷺ کے فیض کے چشمے کو کوئی سکھا ہی نہیں سکتا اس لئے لازماً ان کے مقدر میں حسرت ناک شکست ہے اس کے سوا کچھ نہیں یہ یقین آپ رکھیں کیونکہ اس کے لئے ساری تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے ایسا ہی ہوگا۔ ہاں چند آدمی بچارے جو پہلے وفات پا جائیں یا ان کے دکھوں کی تاب نہ لا کر جانیں دے دیں ان کا معاملہ ان کے خدا کے ساتھ ہے۔ میں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک سانس بھی مرتے وقت احمدی کا ناشکری کا نہیں ہونا چاہئے۔ راضی برضا رہتے ہوئے ہنستے ہوئے اپنے رب سے مخاطب کرتے ہوئے جان دے کہ اے خدا! میں تیرے بندوں کی طرح رہا تیرے بندوں کی طرح جان دے رہا ہوں تو مجھے اپنے بندوں میں لکھ لے اور آج مجھ سے وہ پیار کا سلوک فرما جس کا تو نے قرآن میں وعدہ دیا تھا کہ اے میرے بندو تم نے بندگی کا حق ادا کر دیا۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۳۰﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۱﴾ (الفجر: ۳۰-۳۱) آؤ میرے بندوں کی جنت میں داخل ہو جاؤ جو میری جنت ہے۔